قدیم صحائف سماویہ کا مطالعہ اوران سے استفادہ (تحقیقی مطالعہ)

*محمد افضل

**طاہرہ بشارت

Abstract

In Islam it is obligatory to have faith on old Holy Scriptures and teachings of Islam emphasize on the respect and reverence of these Scriptures. To be true follower of Islam, a Muslim should have complete faith that these Holy Scriptures have been revealed from Allah to guide mankind in different eras.

Basic tenets of these scriptures are the same as that of the Holy Quran. But unfortunately, the followers of these books have either eliminated or changed the subject matter of these Scriptures. In spite of this regretful fact, these seem to be holy due to the presence of some similar topics of holy Quran. There are some similarities between the subject matter of these Scriptures and teachings of Islam as well as some differences exist.

Interpreters of Holy Quran and Hadith used these books to describe and explain the teachings of Islam while historians get benefited from these Scriptures in order to illustrate life histories of different Prophets and their followers. Arguments and counter arguments are found in different Hadith, sayings of Sahaba and fatwas ofUlma-e-Karam with reference to the reading of these Holy Scriptures. Hence due to all such nuances, there are times whenthe researcher is in a fix whether reading and interpretation of other holy scriptures other than Holy Quran is permissible in Islam.

In this article, an effort has been made to find a mid-way between

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

**پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

arguments and counter arguments about the reading of these Holy Scriptures with the hope that this article would be beneficial for the researchers, who are interested in comparative study of religions.

اسلام اللہ کا پسندیدہ ،محبوب ترین اور آخری دین ہے۔اسلامی تعلیمات میں انسان کی عظمت اور اس کے احترام پر جس قدر زور دیا گیا ہے اس سے اس بات کا تیقن ہو جاتا ہے کہ برداشت، رواداری اور تحمل اس دین کے نمایاں خصائص ہیں۔اسلام کی جامعیت اور عالمگیریت کا یہ بین ثبوت ہے کہ اس میں غیر مسلم افراد کے ساتھ محبت، امن اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیمات دی گئی ہیں، اور کو تبلیغ کرتے ہوئے حکمت، موعظہ حسنہ اور خوبصورت انداز میں بحث و تمحیص کا حکم دیا گیا ہے۔اس کی نمایاں خاصیت جو مذاہب عالم میں سے کسی مذاہب کو حاصل نہیں ہے وہ یہ کہ اسلام تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام الہامی کتب کی تقدیس اور احترام کا قائل ہے۔الہامی مذاہب میں سے یہودی اگر تورات اور زبور کو مقدس تسلیم کرتے ہیں تو وہ انجیل ،قرآن مجید اور دیگر صحائف سماویہ کے الہامی ہونے کہ انکاری ہیں۔عیسائیت تورات ، زبور اور انجیل کو الہامی گردانتے ہیں تو وہ قرآن مجید کے الہام ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

اسلام میں نہ صرف سابقہ آسمانی صحائف کی عزت اور تکریم ہے بلکہ ان پر ایمان لانا، ان کی حرمت کو تسلیم کرنا اور الہامی ماننا اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔قدیم کتب سماویہ کے الہامی ہونے اور مقدس ہونے کی دل تصدیق اور زبان سے اقرار کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں بعض امور کی تلقین کرنے کے سابقہ آسمانی صحائف کا حوالہ دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں صحیفہ حضرت ابراہیمؑ اور صحیفہ حضرت موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا:

"اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى"(۱)

یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی ،ابراہیم (علیہ السلام) اور موسی (علیہ السلام) کے صحیفوں میں۔

سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ نے ان صحائف کا ذکر یوں فرمایا ہے:

"اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰى وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰى" (۲)

کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسی (علیہ السلام) کے صحیفوں اور اس ابراہیم

(علیہ السلام) کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟

قرآن مجید میں تورات اور انجیل کے نزول کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے:

"وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ "(۳)

''اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل نازل کر چکا ہے''

سورہ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَقَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ "(۴)

''پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا۔ تورات میں سے جو کچھ اس کے سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی جس میں راہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی تورات میں سے جو کچھ اس وقت موجود تھا اس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔''

اہل تورات اور انجیل نے چونکہ ان کتب میں تحریف وتبدیل سے کام لیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کام کی مذمت اور بدعملی کو یوں بیان کیا ہے۔

"وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اَقَامُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ لَاَكَلُوۡا مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَاۤءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ"(۵)

''کاش انہوں نے تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں۔ ایسا کرتے تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔ اگرچہ ان میں کچھ لوگ راست رَو بھی ہیں لیکن ان کی اکثریت سخت بدعمل ہے۔''

حضرت داود علیہ السلام پر زبور کا نزول ہوا اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر فرمایا:

" وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعۡضٍ وَّاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا "(٦)

''ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض سے بڑھ کر مرتبے دیے اور ہم نے ہی داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی تھی۔''

اللہ تعالیٰ نے زبور کی تعریف وتوصیف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ "(۷)

''اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔''

قرآن مجید آخری آسمانی صحیفہ ہے جوان تمام آسمانی صحائف پر نگہبان، میزان اور محافظ ہے، قدیم الہامی کتب میں چونکہ بہت ساری تحریفات ہوچکی ہیں ان میں حق و سچ اور جھوٹ و باطل میں فرق معلوم کرنے کے لئے قرآن مجید فرقان کو اللہ تعالیٰ نے فرقان قرار دیا ہے:

''وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ (۸)

''پھر اے محمد! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ ونگہبان ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النمل میں قرآن مجید کی صفت فرقان کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ "(۹)

''یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں اور یہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

دین اسلام اور شرائع من قبلنا میں بہت ساری تعلیمات مشترک ہیں اور کچھ احکام میں تبدیلی اور تنسیخ بھی موجود ہے، اسی لئے قرآن مجید کی بعض آیات اور احادیث نبویہ اہل اسلام کو قدیم صحائف سماویہ سے استفادہ کی دعوت دیتی ہیں تاکہ حق و باطل میں تفریق پیدا کی جاسکے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ بائبل کی تعلیمات میں اس قدر تضادات اور ابہامات موجود ہیں کہ اہل بائبل بھی ان کا حل پیش کرنے سے خائف ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب سابقہ آسمانی کتب میں تحریف اور تبدل ہوچکا ہے تو ان سے استفادہ کیسے ممکن ہے؟ ان کتب کی استنادی

حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ ساری کی ساری تبدیل ہوچکی ہیں یا ان میں الہامی چیز موجود ہے؟

اس کے بارے میں سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں بڑی اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

تورات ان منتشر اجزا کا نام ہے ، جو سیرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر بکھرے ہوئے ہیں۔... قرآن انھی منتشر اجزا کو تورات کہتا ہے، اور انھی کی وہ تصدیق کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان اجزا کو جمع کر کے جب قرآن سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے، تو بجز اس کے کہ بعض مقامات پر جزوی احکام میں اختلاف ہے، اصولی تعلیمات میں دونوں کتابوں کے درمیان یک سرموفرق نہیں پایا جاتا۔ آج بھی ایک ناظر صریح طور پر محسوس کرسکتا ہے کہ یہ دونوں چشمے ایک ہی منبع سے نکلے ہوئے ہیں۔

اسی طرح انجیل دراصل نام ہے ان الہامی خطبات اور اقوال کا، جو مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ڈھائی تین برس میں بحیثیت نبی ارشاد فرمائے۔ ... قرآن انھی اجزا کے مجموعے کو انجیل کہتا ہے اور انھی کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ آج کوئی شخص ان بکھرے ہوئے اجزا کو مرتب کر کے قرآن سے ان کا مقابلہ کر کے دیکھے تو وہ دونوں میں بہت ہی کم فرق پائے گا اور جو تھوڑا بہت فرق محسوس ہوگا، وہ بھی غیر متعصّبانہ غور و تامل کے بعد بآسانی حل کیا جاسکے گا۔(۱۰)

قدیم آسمانی صحائف کے مطالعہ اور ان سے استفادہ کے بارے میں علماء کے درمیان دو آراء قائم ہوچکی ہیں ایک رائے یہ ہے کہ چونکہ یہ کتب تحریف ہوچکی ہیں، ان کی تعلیمات میں تضادات ہیں اور ان کی تعلیمات کے بارے میں الہامی اور غیر الہامی میں فرق ممکن نہیں ہے اس لئے ان کتب کے مطالعہ سے احتراز کرنا چاہیئے۔

دوسری رائے کے مطابق اگرچہ یہ کتب تحریف ہوچکی ہیں لیکن ان میں ساری تعلیمات میں تبدل نہیں ہے اور ان میں الہامی رمق موجود ہے۔

استفادہ اور مطالعہ کی تائید میں درج ذیل ادلّہ پیش کی جاسکتی ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَسْـــــــلْ مَـنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ“(۱۱)

''تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ دیکھو، کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟''

سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے سوال کرنے کے بارے میں فرمایا:

''فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـــَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ''(۱۲)

''اب اگر تجھے اس ہدایت کی طرف سے کچھ بھی شک ہو جو ہم نے تجھ پر نازل کی ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو پہلے سے کتاب پڑھ رہے ہیں۔ فی الواقع یہ تیرے پاس حق ہی آیا ہے تیرے رب کی طرف سے لہٰذا تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اہل کتاب سے بیان کرنے کی ممانعت نہیں فرمائی اور نہ ہی اس کو ناپسند کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ''(۱۳)

''میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک بات ہی کیوں نہ ہو، بنی اسرائیل سے بیان کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں، جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ بولا اسے اپنا ٹھکانا دوزخ بنالینا چاہیے۔''

کتب حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات لائی گئی تو آپؐ نے اس کی عزت وتکریم کی اس کو تکیہ پر رکھا اور فرمایا کہ میں تجھ پر بھی ایمان لاتا ہوں اور تجھے نازل کرنے والے پر بھی ایمان لاتا ہوں۔ اور جہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کے درمیان تورات کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ بھی فرمایا۔

''عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودٍ فَدَعَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْقُفِّ فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ رَجُلًا مِنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً

فَجَلَسَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ فَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ ثُمَّ قَالَ ائْتُونِي بِأَعْلَمِكُمْ فَأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ" (۱۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چند یہودی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر قُف (ایک جگہ ہے مدینہ منورہ میں) میں لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس ان کے مدرسے میں آئے تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم بیشک ہم میں سے ایک شخص نے زنا کیا ہے ایک عورت کے ساتھ پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے درمیان تصفیہ کر دیجئے پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک تکیہ لا کر رکھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا کہ تورات میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لائی گئی تو آپ نے تکیہ اپنے نیچے سے نکال لیا اور اس پر تورات کو رکھ دیا اور فرمایا کہ میں تجھ پر اور تجھے نازل کرنے والی ذات اللہ پر ایمان لایا پھر فرمایا اپنے سب سے بڑے عالم کو بلاؤ تو ایک نوجوان کو لایا گیا پھر روای نے مالک عن نافع کی حدیث کی طرح رجم کا قصہ بیان کیا۔

مذکورہ بالا ادلہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ قدیم صحائف سماویہ کے مطالعہ اور استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن باتوں کی تصدیق شریعت اسلامیہ کی تعلیمات سے ہوتی ہے ان کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری رائے ان کتب کے مطالعہ اور استفادہ کرنے کہ بارے میں یہ ہے کہ ان کتب کا مطالعہ اور ان سے استفادہ ہرگز جائز نہیں ہے بس ایمان کی کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ یہ الہامی ہیں لیکن ان میں اب تحریفات ہو چکی ہیں اور یہ مطالعہ اور استفادہ کے قابل نہیں رہیں۔ جن ادلّہ کی بنا پر یہ رائے قائم کی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تُصَدِّقُوا أَهْلَ الكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا." (۱۵)

"حضرت ابوھریرہؓ نے حضور اکرمؐ سے عرض کیا کہ اہل کتاب تورات کی تلاوت عبرانی اور اس کی تفسیر اہل اسلام کے لیے عربی میں کرتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا: تم اہل کتاب کی باتوں کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور یہ بات کہو کہ ہم اللہ اور اس کے نازل کردہ

احکامات پر ایمان لائے۔''

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو جس باب کے تحت ذکر کیا ہے اس کا عنوان یہ ہے 'بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لاَ تَسْأَلُوا أَهْلَ الكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ' قائلین عدم جواز کا استدلال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو جس باب کے تحت ذکر کیا ہے یہ عدم جواز کی دلیل ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی تشریح وتوضیح یوں بیان فرمائی ہے:

''لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ أَيْ إِذَا كَانَ مَا يُخْبِرُونَكُمْ بِهِ مُحْتَمَلًا لِئَلَّا يَكُونَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ صِدْقًا فَتُكَذِّبُوهُ أَوْ كَذِبًا فَتُصَدِّقُوهُ فَتَقَعُوا فِي الْحَرَجِ وَلَمْ يَرِدِ النَّهْيُ عَن تكذيبهم فِيمَا ورد شرعنا بِخِلَافِهِ وَلَا عَنْ تَصْدِيقِهِمْ فِيمَا وَرَدَ شَرْعُنَا بوفافه''(۱۶)

''تم اہل کتاب کی باتوں کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتب سے جو باتیں تم کو بیان کرتے ہیں، ان میں احتمال پایا جاتا ہے، ہوسکتا ہے وہ فی الحقیقت سچی ہوں اور تم اسے جھٹلا بیٹھو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ کذب پر مبنی ہوں اور تم اس کی تصدیق کردو، تو اس طرح تم حرج میں واقع ہو جاؤ لیکن جو ہماری شریعت کے خلاف باتیں ہیں ان کی تکذیب کرنے اور جو ہماری شریعت کے موافق ہیں ان کی تصدیق کرنے میں ممانعت نہیں ہے۔''

جہاں یہ حدیث عدم جواز کے قائلین کی دلیل ہے وہاں جواز کے قائلین کی بھی یہ بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی حدیث کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے ڈاکٹر رمزی نعناعہ لکھتے ہیں:

''فان دلالة هذا الحديث على الجواز أقرب من دلالته على المنع فلم يقل النبى صلى الله عليه وسلّم: لاتسمعوا منهم، ولاقال: ولاتنقلوا عنهم، وانما نهى عن التصديق والتكذيب'' (۱۷)

''بلاشبہ اس حدیث کی جواز پر دلالت اس کی ممانعت پر دلالت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم ان کی کوئی بات نہ سنو، نہ ہی یہ فرمایا کہ تم ان کی کوئی بات نقل نہ کرو۔ بلکہ ممانعت تو انہیں سچا یا جھوٹا کہنے کی ہے۔''

امام بخاریؒ نے اسی باب کے تحت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان بھی ذکر کیا ہے:

"أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ " :كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ، تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ، وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الكِتَابَ، وَقَالُوا :هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا؟ أَلاَ يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ العِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ؟ لاَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ "(۱۸)

''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ تم لوگ اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق کیونکر پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تازہ تازہ اتاری ہے، اسے تم پڑھتے ہو، خالص ہے اس میں کوئی آمیزش نہیں اور اس کتاب نے تم سے بیان کر دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنی کتاب کو بدل ڈالا اور اس میں تغیر کیا وہ لوگ اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ تھوڑی قیمت وصول کریں۔ جس کا علم تمہارے پاس آ چکا ہے تو کیا اس کے متعلق سوال کرنے سے وہ تمہیں منع نہیں کرتا ہے؟ اللہ کی قسم ! میں ان (اہل کتاب) میں سے کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ تم سے اس چیز کے متعلق پوچھیں جو تم پر نازل کی گئی۔''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا داؤد راز لکھتے ہیں:

''تمہارے پاس اللہ کا کلام قرآن مجید موجود ہے اور اس کی شرح حدیث تمہارے پاس موجود ہے پھر بڑے شرم کی بات ہے کہ تم ان سے پوچھو۔ بہت سے علماء نے اس حدیث کے رو سے توراۃ اور انجیل اور اگلی آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی مکروہ رکھا ہے کیونکہ ان میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو ضعف الایمان لوگوں کا اعتقاد بگڑ جائے لیکن جس شخص کو یہ ڈر نہ ہو اور وہ اہل کتاب سے مباحثہ کرنا چاہے اور اسلام پر جو وہ اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب دیتا ہو تو اس کے لئے مکروہ نہیں ہے بلکہ اجر ہے''۔(۱۹)

اہل کتاب سے کس قسم کے سوالات کی اجازت ہے اور کس قسم کے سوالات کی ممانعت اس کے بارے

میں شرح ابن بطال میں ہے:

”قال المهلب :قوله (صلى الله عليه وسلم) : (لا تسألوا أهل الكتاب عن شىء) إنما هو فى الشرائع لا تسألوهم عن شرعهم فيما لا نعرفه من شرعنا لنعمل به؛ لأن شرعنا مكتف وما لا نص فيه عندنا ففى النظر والاستدلال ما يقوم الشرع منه .وأما سؤالهم عن الأخبار المصدقة لشرعنا، وما جاء به نبينا (صلى الله عليه وسلم) من الأخبار عن الأمم السالفة فلم ننه عنه . “(٢٠)

”مہلبؒ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان : (لا تسألوا أهل الكتاب عن شىء) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا دستور یہ ہے کہ تم اہل کتاب سے ان چیزوں پر عمل کرنے کے لئے سوال نہ کرو جن کا ذکر ہماری شریعت میں نہیں ہے کیونکہ ہمارے لئے ہماری شریعت ہی کافی ہے۔اور جس مسئلہ میں ہمیں کوئی نص نہیں ملتی وہاں ہم شرعی نصوص پر غور وخوض اور استدلال کریں گے۔اور جہاں تک اہل کتاب سے سوال کی ممانعت کے بارے میں آپ کا فرمان ہے وہ ہماری شریعت کے طے شدہ امور اور سابقہ امتوں کے واقعات کے بارے میں سوال کی ممانعت نہیں ہے۔“

علامہ بدرالدین العینی اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

”قَوْله :لَا تسألوا أهل الْكتاب أَى :الْيَهُود وَالنَّصَارَى .قَوْله :عَن شَىْء أَى: مِمَّا يتَعَلَّق بالشرائع لِأَن شرعنا مكتفٍ وَلَا يدْخل فِي النَّهْى سُؤَالهمْ عَن الْأَخْبَار المصدقة لشرعنا وَعَن الْأَخْبَار عَن الْأُمَم السالفة.“(٢١)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان (لا تسألوا أهل الكتاب) اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں اور آپؐ کا فرمان (عَن شَىْء) اس سے مراد وہ امور ہیں جو ہماری شریعت سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے ہماری ہی شریعت کافی ہے۔ہماری شریعت کے طے شدہ امور اور سابقہ امتوں کے واقعات کے بارے میں سوال کی ممانعت نہیں ہے۔“

امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں كتاب الاعتصام والسنة میں باب باندھا ہے (لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ

الکِتَابِ عَنْ شَیْءٍ) یہ آپ ﷺ کی حدیث کا ایک جزو ہے جس حدیث کو امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد میں ذکر کیا ہے:

"حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَغَيْرُهُ، قَالَ :حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ،، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لا تسألوا اهل الكتاب عن شی ء فانهم لن یهدوکم وقد ضلوا فانکم اما ان تصدقوا بباطل او تکذبوا بحق ولو کان موسیٰ حیا بین اظهرکم ما حل له الا ان یتبعنی."(۲۲)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل کتاب سے کچھ بھی نہ پوچھو۔ بے شک وہ تمھاری رہنمائی نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ ان سے مسئلہ پوچھ کر یا تو تم کسی باطل چیز کی تصدیق کر بیٹھو گے یا کسی حق بات کو جھٹلاؤ گے۔ (یادرکھو) اگر موسیٰ (علیہ السلام) بھی تمھارے درمیان موجود ہوتے تو ان کے لیے بھی سوائے میری اتباع کے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔

اس حدیث کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے ضعف کی وجہ اس کی سند میں راوی ''مجالد'' ہیں محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہیں

إسناده ضعيف لضعف مجالد :وهوابن سعيد .۔(۲۳)

حافظ ابن حجرؒ نے صحیح البخاری کے اس باب (لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ) کے بارے میں فرمایا ہے:

"هَذِهِ التَّرْجَمَةُ لفظ حَدِيث أخرجه احْمَد وبن أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَزَّارُ".(۲۴)

یہ باب اس حدیث کا حصہ ہے جس کو احمد، ابن ابی شیبہ اور بزار نے ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ مزید فرماتے ہیں:

" وَاسْتَعْمَلَهُ فِي التَّرْجَمَةِ لِوُرُودِ مَا يَشْهَدُ بِصِحَّتِهِ مِنَ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ "(۲۵)

امام بخاریؒ کا ان الفاظ کو باب میں ذکر کرنا اس بات کی گواہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سابقہ آسمانی صحائف کے مطالعہ کے عدم جواز کی سب سے مضبوط دلیل کے طور پر حضرت عمرؓ کا واقعہ کو پیش کیا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان تورات پڑھتے ہوئے دیکھا تو ناراضی کا اظہار فرمایا۔

"أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ

ألُوا أَهْلَ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنْ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي"(۲٦)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور حضورا سے عرض کیا کہ: یارسول اللہ ! یہ تورات کا نسخہ ہے، حضورﷺ خاموش رہے پھر حضرت عمرؓ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور (غصہ کی وجہ سے) رسول اللہا کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے عمر ! تمہارا ناس ہو ! حضورا کے چہرہ پر غصہ کے آثار تمہیں دکھائی نہیں دیتے ! حضرت عمرؓ نے حضورا کے چہرہ کی طرف دیکھا اور کہا: میں اللہ اور اس کے رسول کے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، ہم اللہ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین تسلیم کرنے پر اور محمدﷺ کو نبی ماننے پر راضی وخوش ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میری اتباع کرتے۔

سنن دارمی کے علاوہ بھی یہ حدیث دیگر کتب میں مختلف اسناد اور الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ موجود ہے یہاں مسند احمد بن حنبل کے متن کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

"حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكُتُبِ فَقَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ فَقَالَ أَمُتَهَوِّكُونَ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقٍّ فَتُكَذِّبُوا بِهِ أَوْ بِبَاطِلٍ

فَتُصَدِّقُوا بِهِ وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِی" (۲۷)

مسند احمد میں ہی ایک اور طرق کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا گیا ہے۔

"حَدَّثَنَا يُونُسُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِی ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَیْءٍ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُوكُمْ وَقَدْ ضَلُّوا فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوا بِبَاطِلٍ أَوْ تُكَذِّبُوا بِحَقٍّ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِی"(۲۸)

مذکورہ بالا تینوں اسناد میں ایک راوی "مجالد" ہیں وہ محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں اور اس مفہوم کی اکثر احادیث کی اسناد میں یہ راوی موجود ہیں۔ اگر اس مفہوم کی کسی حدیث کی سند میں راوی "مجالد" کے علاوہ ہیں تو وہاں بھی اکثر اسناد میں کہیں نہ کہیں کمزوری موجود ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے)(۲۹)

اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن ثابتؓ نے بھی بیان کیا ہے:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ :أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ :جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّی مَرَرْتُ بِأَخٍ لِی مِنْ قُرَيْظَةَ، فَكَتَبَ لِی جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ أَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ :فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ :فَقُلْتُ لَهُ :أَلَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ :رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا، قَالَ :فَسُرِّیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ ": وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ، لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ، وَتَرَكْتُمُونِی لَضَلَلْتُمْ، إِنَّكُمْ حَظِّی مِنَ الْأُمَمِ، وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ "(۳۰)

اس حدیث کی سند میں بھی ضعف ہے

إسناده ضعيف، لضعف جابر -وهو ابن يزيد الجُعفی. (۳۱)

فتح المنان شرح دارمی میں ''سنن دارمی'' کی حدیث پر صحیح کا حکم لگایا ہے:

''اسناد الاثر علی شرط الصحیح غیر مجالد وقد اخرج له مسلم فی المتابعات والشواهد، فالحدیث صحیح لغیره ومما یدل علی قوة اسناده صنیع الامام البخاری رحمه الله حیث بوب له فی الاعتصام من الصحیح فقال :باب قول النبی ا :لاتسألوا اهل الکتاب عن شیء۔قال الحافظ :هذه الترجمة لفظ حدیث اخرجه احمد والبزار من حدیث جابر وذکره ثم قال :ورجاله موثقون الا ان مجالد ضعیف واستعمله فی الترجمة لو ورد ما یشهد بصحته من الحدیث الصحیح''(۳۲)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح کے درجے کی ہے، مجالد کے علاوہ (اس کے تمام راوی صحیحین کے ہیں) امام مسلمؒ نے مجالد کی حدیث متابعات اور شواہد میں ذکر کی ہے، اس بناء پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب الاعتصام میں جو باب باندھا ہے: باب قول النبی ﷺ لاتسألوا اهل الکتاب عن شیء امام بخاری کے اس طرز بیان سے بھی اس حدیث کی سند کو تقویت ملتی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ اس باب کے تحت شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو بزار اور امام احمد نے روایت کیا ہے اور حضرت جابرؓ کی پوری حدیث ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس سند کے راوی تمام ثقہ ہیں، سوائے مجالد کے، کہ وہ ضعیف ہے اور امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس وجہ سے لائے ہیں کہ اس حدیث کے اور شواہد بھی ہیں، جس کی وجہ سے یہ حدیث صحیح کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔

خطیب التبریزیؒ نے مشکوٰۃ المصابیح میں سنن دارمی کی حدیث کو اسی سند اور متن کے ساتھ '' باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثالث ''میں ذکر کیا ہے اور شیخ البانیؒ نے اس حدیث پر حسن کا حکم لگایا ہے۔(۳۳)

شیخ البانیؒ نے اس حدیث حسن کہنے کی وجہ ''إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل' یہ بیان کی ہے:

''قلت :لکن الحدیث قوی ,فإن له شواهد کثیرة ,أذکر بعضها:''

میں اس حدیث کو قوی کہتا ہوں کیونکہ اس کے شواہد بہت زیادہ ہیں اور میں ان میں سے کچھ کا ذکر کرتا ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے اس حدیث کو ۶ مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس کے بعد فرمایا:

”وجملة القول :أن مجيء الحديث في هذه الطرق المتباينة ,والألفاظ المتقاربة مما يدل على أن مجالد بن سعيد قد حفظ الحديث فهو على أقل تقدير حديث حسن.“(۳۴)

خلاصہ یہ ہے یہ حدیث مختلف اسناد اور قریب قریب الفاظ کے ساتھ آتی ہے جو اس بات پر دلالت ہے کہ مجالد نے جس حدیث کو یاد کیا ہے اس کا کم سے کم درجہ بھی حسن کا ہے۔

خلاصۃ البحث:

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں مطالعۂ مذاہب عالم کا محقق تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے کہ آیا قدیم صحائف آسمانی کا اسلام جواز کا درجہ رکھتا ہے یا عدم جواز کا کیونکہ ایک طرف آیات قرآنیہ سابقہ اہل کتاب سے سوال کرنے کی دعوت دے رہی ہیں اور احادیث میں بھی اہل کتاب سے بیان کرنے میں کوئی حرج قرار نہیں دیا گیا۔

دوسری طرف حضرت عمرؓ کا واقعہ اور دیگر احادیث اگر چہ ان احادیث کی اسناد کمزور درجہ کی ہیں لیکن بعض محدثین نے ان احادیث کو حسن قرار دیا ہے ان کی روشنی میں سابقہ کتب کے مطالعہ اور ان سے استفادہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

بعض علماء نے ان تمام احادیث میں تطبیق یہ دی ہے کہ جس کو علوم شرعیہ پر عبور ہو اس کے لئے جواز ہے جبکہ دیگر افراد قطعاً ان کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔

نیز علامہ حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

”ولایشرع لاحد بعد نزول القرآن ان یقرا التوراۃ ولا ان یحفظھا لکونھا مبدلة محرفة منسوخة العمل قد اختلط فیھا الحق بالباطل فلیجتنب فاما النظر فیھا للاعتبار وللرد علی الیھود فلاباس بذلک للرجل العالم قلیلاً والاعراض اولی، فاما ماروی من ان النبی ا اذن لعبد اللہ ان یقوم بالقرآن لیلة وبالتوراۃ لیلة، فکذب موضوع قبح اللہ من افتراہ وقیل :بل عبد اللہ ھنا ھو ابن سلام وقیل :اذنہ فی القیام بھا ای یکرر علی الماضی لاان یقرأ بھا فی تھجدہ“(۳۵)

ترجمہ: قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد نہ کسی کے لئے تورات کا پڑھنا جائز ہے اور نہ اس کو حفظ کرنا

کیونکہ اس میں رد و بدل اور تحریف ہوئی ہے اور اس پر عمل منسوخ ہے، اس میں حق و باطل خلط ملط ہے، لہذا اس سے بچا جائے۔ ہاں تورات کا مطالعہ کرنا اس لئے تا کہ اس کے ذریعہ یہود کے ساتھ بحث ومناظرہ اور ان پر رد کرنا آسان ہو تو عالم کے لئے اس میں تھوڑی بہت گنجائش ہے اور بہتر یہ ہے کہ صرف نظر کرے۔

اس تطبیق پر ایک سوال جنم لیتا ہے کہ اگر عالم کے لئے ان کتب کا مطالعہ اور ان سے استفادہ جائز ہے تو پھر حضرت عمرؓ کے لئے بھی جائز ہوتا جب ایک صحابی کو اجازت نہیں ہے تو ایک عالم کو کیونکر ہوسکتی ہیں۔

ان دلائل میں تطبیق کی ایک دوسری صورت ہے کہ ممانعت کے واقعات ابتدائے اسلام کے ہیں اور جب اسلام کی تعلیمات عام ہوگئیں تب اس تنگی اور حرج کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اسی لئے بعض صحابہؓ کرامؓ قرآن مجید کی تفسیر و توضیح میں اسرائیلیات کو بیان کرتے تھے اگر یہ طرز عمل درست نہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ یہ کام کبھی نہ کرتے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

> **قوله :(وحدثوا عن بنی إسرائیل ولا حرج) أی لا ضیق علیکم فی الحدیث عنهم لأنه کان تقدم منه صلی الله علیه وسلم الزجر عن الأخذ عنهم والنظر فی کتبهم ثم حصل التوسع فی ذلک ,وکأن النهی وقع قبل استقرار الأحکام الإسلامیة والقواعد الدینیة خشیة الفتنة ,ثم لما زال المحذور وقع الإذن فی ذلک (٣٦)**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک "حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج"، یعنی تم پر کوئی تنگی نہیں ہے ان سے روایت کے کرنے میں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اس سے پہلے ان سے روایات لینے پر اور ان کی کتابوں کو پڑھنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر فرمائی تھی اور یہ ممانعت فتنہ کے ڈر سے اسلامی احکام اور دینی قواعد ازبر ہونے سے پہلے فرمائی تھی پھر جب یہ خوف زائل ہوگیا تو اجازت دے دی گئی۔

قدیم صحائف کا مطالعہ اور ان سے استفادہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی کیا جاسکتا ہے، اگر ان صحائف کی کوئی بات قرآن وحدیث سے ٹکراتی ہے تو اس کو ہرگز نہیں لیا جائے گا کیونکہ قرآن مجید کو تمام آسمانی کتب پر فرقان، میزان اور محافظ کا درجہ حاصل ہے اور حدیث قرآن مجید کی تشریح وتوضیح ہے۔ قدیم صحائف کا مطالعہ اور ان سے استفادہ کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ان کو قرآن وحدیث کے میزان میں تولا جائے اگر قرآن وحدیث اس کی اجازت دیں تو ان کو قبول کیا جائے۔

یہ صحائف دین اسلام میں ماخذ کی حیثیت ہرگز نہیں رکھتے دین صرف دو ہی چیزوں سے اخذ کیا جا سکتا ہے ایک قرآن اور دوسرا حدیث ان کے علاوہ کسی اور چیز کو ماخذ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ الاعلیٰ، ۸۷:۱۸، ۱۹

۲۔ النجم، ۵۳:۳۶، ۳۷

۳۔ اٰل عمران، ۳:۳، ۴

۴۔ المائدہ، ۵:۴۶

۵۔ المائدہ، ۵:۶۶

۶۔ بنی اسرائیل، ۱۷:۵۵

۷۔ الانبیاء، ۲۱:۱۰۵

۸۔ المائدہ، ۵:۴۸

۹۔ النمل ۲۷: ۷۶۔۷۷

۱۰۔ تفہیم القرآن ۱/۲۳۲

۱۱۔ الزخرف، ۴۳:۴۵

۱۲۔ یونس، ۱۰:۹۴

۱۳۔ البخاری، محمد بن إسماعیل الجامع الصحیح للبخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۴۶۱، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

۱۴۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن أبی داود، کتاب الحدود، باب فی رجم الیھودیین، حدیث نمبر ۴۴۴۹، المکتبہ العصریہ، بیروت

۱۵۔ الجامع الصحیح للبخاری، **کتاب تفسیر القرآن، باب قولو آمنا باللہ و ما انزل الینا**، ح:۴۴۸۵

۱۶۔ العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ، ۸/۱۷۰

۱۷۔ رمزی نعناعۃ، الدکتور، الاسرائیلیات واثرھا فی کتب التفسیر، دار القلم بدمشق ودار الضیاء، بیروت، ۱۹۷۰م، ص ۹۵

۱۸۔ الجامع الصحیح للبخاری، **کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول النبی ﷺ لاتسألوا اھل الکتاب عن شیء**، حدیث نمبر ۷۳۶۳

۱۹۔ صحیح البخاری، (ترجمہ وتشریح، مولانا محمد داؤد راز) مرکزی جمیعت اہل حدیث ھند، ۸/۵۱۰۔۵۱۱

۲۰۔ ابن بطال، أبوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک، شرح صحیح البخاری لابن بطال، مکتبۃ الرشد - السعودیۃ، الریاض، ۲۰۰۳ء، ۱۰/۳۹۱۔ عددالأجزاء10 :

۲۱۔ بدرالدین العینی، أبومحمد محمود بن أحمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار إحیاء التراث العربی- بیروت، ۲۵/۴۷

۲۲۔ حمد بن محمد حنبل، ابوعبداللہ، مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۶۳۱، مؤسسۃ الرسالہ، ۲۰۰۱

۲۳۔ مسند احمد، ۲۲/ ۴۶۸

۲۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۱۳/۳۳۴

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ محمد بن عبدالرحمٰن، ابوعبداللہ، سنن دارمی، کتاب العلم، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ وقول غیرہ عند قولہ ﷺ، حدیث نمبر ۴۴۹، دارالمغنی للنشر والتوزیع، سعودی عرب، ۲۰۰۰،

۲۷۔ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵۱۵۶

۲۸۔ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۶۳۱

۲۹۔ مسند أحمد، ۲۵/۳۴۹

۳۰۔ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵۸۶۴

۳۱۔ مسند احمد، ۲۵/ ۱۹۸

۳۲۔ فتح المنان، دارالبشائرالاسلامیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ، ۳/۱۹۱۔۱۹۴

۳۳۔ الخطیب التبریزی، مِشکاۃُ المَصَابِیح، (تحقیق وتخریج، الشیخ الالبانی)، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۵ء، ۱/۴۲

۳۴۔ الألبانی، محمد ناصرالدین، إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، کتاب الوقف، فصل اول، حدیث نمبر ۱۵۸۹۔ المکتب الإسلامی بیروت، ۱۹۸۵ء، ۶/۳۴۔۳۸

۳۵۔ علامہ ذہبی، سیر اعلام النبلاء طبع موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۵ھ۔ ۲/۸۶۔۸۷

۳۶۔ فتح الباری، ۶/ ۴۹۸